مارکیٹ ریٹ سے بہت مہنگی چیز خریدلی تو واپس کرنے کا حق ہے ؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے بکر سے ایک سوٹ 200 ریال میں خریدا، خریدنے کے بعد زید کو شک ہوا کہ اس نے یہ سوٹ مہنگا خریدا ہے، اس نے بعینہٖ اسی کوالٹی، اسی رنگ و ڈیزائن کے سوٹ کا ریٹ مارکیٹ سے معلوم کیا تو وہی سوٹ دیگر دکانوں سے بآسانی 100 ریال میں مل رہا ہے، اب زید وہ سوٹ بکر کو واپس کرنا چاہتا ہے، لیکن بکر سوٹ واپس کرنے پر رضامند نہیں ہے، کیا زید کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ وہ بکر کی رضامندی کے بغیر تنہا اس عقد کو ختم کر دے ؟

جواب

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں اگر بکر نے مارکیٹ ریٹ سے زیادہ ریٹ پر سوٹ بیچنے میں کسی قسم کا دھوکا نہیں دیا تو باہمی رضامندی سے منعقد ہونے والے اس عقد کو زید بکر کی رضامندی کے بغیر ختم نہیں کر سکتا، ہاں اگر دھوکے کی صورت پائی گئی ہے تو پھر زید اس عقد کو بکر کی رضامندی کے بغیر بھی تنہا ختم کر سکتا ہے اور اپنی رقم بکر سے واپس لے سکتا ہے۔

ایسی صورت میں دھوکے کی مثال فقہائے کرام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ بیچنے والا خریدار سے کہے کہ میرے اِس سامان کی اِتنی قیمت ہے، یا میرا یہ سامان اتنی قیمت کے مساوی (برابر) ہے، **(یعنی بازار میں اس شے کی اتنی قیمت کے قریب ہی قیمت ہوتی ہے)** خریدار بیچنے والے کی اس بات پر اعتماد کرتے ہوئے، وہ چیز خرید لے، پھر اسے علم ہو کہ بیچنے والے کی بات درست نہیں ہے اور اِس چیز کی قیمت کم ہے تو بیچنے والے کے اِس دھوکے کی وجہ سے خریدار وہ چیز واپس کر سکتا ہے، جبکہ کسی اور وجہ سے شرعاً واپسی کا حق ختم نہ ہوا ہو۔

غبنِ فاحش (قیمت کا اندازہ لگانے والوں کے اندازہ سے زیادہ) کے ساتھ دھوکے سے خریدی گئی چیز کو واپس کرنے کے متعلق تحفۃ الفقہاء میں علامہ علاؤالدین سمرقندی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات : 540ھ) لکھتے ہیں: ”واصحابنا یفتون فی المغبون انہ لا یردو لکن ھذا فی مغبون لم یغرا ما فی مغبون غر فیکون لہ حق الرد“ ترجمہ: اور ہمارے اصحاب غبن سے خریدی گئی چیز کے بارے میں فتوٰی دیتے ہیں کہ اسے واپس نہیں کیا جائے گا، لیکن یہ فتوٰی اس غبن سے خریدی گئی چیز کے بارے میں ہے کہ جس میں دھوکا نہ ہو،

بہر حال جو چیز غبن کے ساتھ دھوکا دے کر فروخت کی گئی تو خریدار کو چیز واپس کرنے کا حق حاصل ہے۔ (تحفۃ الفقھاء، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، جلد2، صفحہ108، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

غبنِ فاحش کے ساتھ چیز بیچنے میں دھوکہ پائے جانے کی مثال کے متعلق العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں ہے: "قالوا في المغبون غبنا فاحشا له أن يرده على بائعه بحكم الغبن وقال أبو علي النسفي فيه روايتان عن أصحابنا ويفتى برواية الرد رفقا بالناس وكان صدر الإسلام أبو اليسر يفتي بأن البائع إن قال للمشتري قيمة متاعي كذا أو قال يساوي كذا فاشترى على ذلك وظهر بخلافه له الرد بحكم أنه غره وإن لم يقل فليس له الرد وقال بعضهم لا يرد به كيفما كان والصحيح أنه يفتى بالرد إن غره وإلا فلا" ترجمہ: فقہائے کرام نے فرمایا کہ جس خریدار کو غبن فاحش کیساتھ چیز بیچی جائے، وہ چیز کو غبن فاحش کے حکم کے ساتھ بیچنے والے کو واپس لوٹا سکتا ہے۔ اور امام ابو علی نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب سے اس کے متعلق دو روایتیں ہیں، اور فتوی لوگوں کے ساتھ نرمی کرنے کے سبب چیز کو بیچنے والے کی طرف واپس لوٹانے والے قول پر دیا جائے گا۔ اور صدر الاسلام، امام ابو الیسر رحمۃ اللہ علیہ اس قول پر فتوی دیتے تھے کہ اگر بیچنے والے نے خریدار سے کہا کہ میرے سامان کی قیمت اتنی ہے یا اس کے برابر ہے، تو خریدار نے اسی قیمت پر چیز کو خرید لیا، اور بعد میں اس کے برخلاف ظاہر ہوا تو خریدار کے لئے جائز ہے کہ وہ چیز کو واپس لوٹا دے کہ اس کو دھوکا دیا گیا ہے اور اگر بیچنے والے نے ایسا نہ کہا ہو تو خریدار کو چیز واپس لوٹانے کا اختیار نہیں ہو گا اور بعض فقہائے کرام نے فرمایا کہ دونوں صورتوں میں خریدار کو چیز واپس لوٹانے کا اختیار نہیں ہو گا۔ اور صحیح یہ ہے کہ اس قول پر فتوی دیا جائے گا کہ اگر بیچنے والے نے خریدار کو دھوکا دیا تو چیز واپس کرنے کا اختیار ہو گا، ورنہ نہیں۔ (العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ، جلد1، صفحہ269، مطبوعہ دار المعرفہ)

یونہی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، محیط برہانی، فتح باب العنایہ اور منحۃ الخالق میں ہے۔

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں: "کوئی چیز غبنِ فاحش کے ساتھ خریدی ہے، اس کی دو صورتیں ہیں: دھوکا دیکر نقصان پہنچایا ہے یا نہیں، اگر غبن فاحش کے ساتھ دھوکا بھی ہے، تو واپس کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ غبن فاحش کا یہ مطلب ہے کہ اتنا ٹوٹا (نقصان) ہے، جو مقومین (قیمت کا اندازہ لگانے والوں) کے اندازہ سے باہر ہو، مثلاً: ایک چیز دس 10 روپے میں خریدی، کوئی اس کی قیمت پانچ بتاتا ہے، کوئی چھ، کوئی سات، تو یہ غبنِ فاحش ہے۔" (بہار شریعت، جلد2، صفحہ691، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ایک اور مقام پر صدر الشریعہ رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ لکھتے ہیں: "بائع نے اگر مشتری سے کچھ زیادہ دام لے لیے اور مشتری اقالہ کرانا چاہتا ہے تو اقالہ کر دینا چاہیے اور اگر بہت زیادہ دھوکا دیا ہے تو اقالہ کی ضرورت نہیں، تنہا مشتری بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔" (بہار شریعت، جلد2، صفحہ737، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: OKR-0104

تاریخ اجراء: 09ربیع الثانی1447ھ/03اکتوبر2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net